ختم نبوت

کورس

موضوع

عقیدہ ختم نبوت

سبق نمبر 3

عنوان

تعین موضوع کا طریقہ

انوارِ ختمِ نبوّت ٹرسٹ پاکستان

انٹرنیشنل ختم نبوۃ موومنٹ پاکستان

خلاصۂ سبق:

اس سبق میں ہم پڑھیں گے:

(1) مسلمانوں اور مرزائیوں کے مابین اہم کن کن مسائل میں اختلاف ہے۔ یعنی تعیین موضوع

(2) مرزائیوں سے کردارِ مرزا پر بات کرنے کا طریقہ

(3) مرزائی وفات مسیح کو زیرِ بحث لانے کی کوشش کرتے ہیں، مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح (علیہ السلام) کے عقیدے کی حیثیت کیا ہے؟

تعیین موضوع:

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین اہم متنازع فیہ مسائل تین ہیں:

(1) حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام

(2) اجرائے نبوت و ختم نبوت

(3) صدق و کذب مرزا یعنی سیرت و کردار مرزا

مرزائی عموماً کوشش کرتے ہیں کہ پہلے دو موضوعات پر بحث کی جائے تیسرے موضوع پر بحث کرنا ان کے لیے موت کو قبول کرنے کے مترادف ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اس موضوع سے گھبراتے ہوئے وہ مناظرہ ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں وہ عموماً حیات عیسیٰ علیہ السلام یا اجرائے نبوت کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں، مگر ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے انہیں مجبور کریں کہ وہ کردارِ مرزا پر مناظرہ کریں کیونکہ اصل بحث کسی مدعی ماموریت کی سیرت و کردار پر ہی ہونی چاہیے اگر اس کی سیرت و کردار بے داغ ہو تو پھر دوسرے مسائل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہر مدعی نبوت پہلے اپنی سیرت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے جیسا کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی۔ قرآن مجید میں ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

(سورۃ یونس:16)

ترجمہ: ''آخر اس سے پہلے بھی تو میں ایک عمر تمہارے درمیان بسر کر چکا ہوں۔ کیا پھر

بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟"

اس لیے ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی زندگی اور کردار کو اِن کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں دیکھیں اگر وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت، شریف، دیانتدار اور سچا انسان ثابت ہو جائے تو اس کے تمام مسائل اور دعوؤں کو بلا حیل و حجت مان لینگے اور دوسرے مسائل میں بحث کرنے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو بقول مرزا کے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہے گا۔ چنانچہ مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمہ معرفت دوسرا حصہ، صفحہ 223، روحانی خزائن: جلد 23، صفحہ 231)

لہٰذا پہلے ہم مرزا صاحب کی سیرت و کردار دیکھتے ہیں:

ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مرزا کو اس کی اپنی تحریروں کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان ثابت کر سکے۔ ہم آگے چل کر مشتِ نمونہ از خروارے اس کے کذاب ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے لیکن اس بحث سے قبل ہم اپنی تائید میں مرزا صاحب کے دونوں خلفاء کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر 1: "خاکسار (بشیر احمد ایم۔اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔"

(خلاصہ سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 98 روایت نمبر 109 طبع قدیم، طبع جدید 2008ء صفحہ 88)

حوالہ نمبر 2: جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اسکے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔

(دعوۃ الامیر مصنفہ بشیر الدین محمود صفحہ 50,49، انوار العلوم: جلد 7، صفحہ 376)

ان دو حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی چاہیے اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعاوی وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

نوٹ: ہمارے نزدیک کسی کا کردار کیسا ہی پاکیزہ کیوں نہ ہو کبھی اس نے گناہ کا سوچا بھی نہ ہو چاہے بالفرض وہ صحابہ رسول جیسے اعلیٰ مرتبے کا مالک ہو نبوت کا دعوی کرے تو نبی کیا ماننا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

وفاتِ مسیح پر بحث کی ضرورت نہیں:

اب ہم اس بات پر دلائل دیں گے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک وفات و حیاتِ مسیح پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

کیوں؟ حوالے ملاحظہ ہوں۔

حوالہ نمبر 1: اول تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ (ازالہ اوہام حصہ اول، صفحہ 140، روحانی خزائن: جلد 3، صفحہ 171)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

(1) عقیدہ نزول مسیحؑ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

(2) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہ ہے۔

(3) یہ ایک پیش گوئی ہے اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

(4) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ نمبر 2: کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں اور بس۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وہی ہے سو سمجھنا چاہئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔'' (احمد او غیر احمدی میں فرق، ص 21 از مرزا غلام احمد قادیانی)

نوٹ: اب نئے ایڈیشن میں حوالہ اس طرح ہے: ''کل میں نے سنا تھا کہ کسی صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان فرق موت و حیات مسیح علیہ السلام کا ہے۔ ورنہ ایک ہی ہیں اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کا قدم بھی حق پر ہے۔ یعنی نماز، روزہ اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ہیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ک موت کے بارے میں ایک غلطی پڑ گئی تھی۔ جس کے ازالہ کے لیے خدا نے یہ سلسلہ پیدا کیا۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ مسلمانوں میں یہ غلطی بہت بری طرح پر پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میرا دنیا میں آنا صرف اتنی غلطی کے ازالہ کے لیے ہے اور کوئی خرابی مسلمانوں میں ایسی نہ تھی جس کی اصلاح کی جاتی۔ بلکہ وہ صراط مستقیم پر ہیں تو یہ خیال غلط ہے۔ میرے نزدیک وفات یا حیات مسیح ایسی بات نہیں کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا سلسلہ قائم کرتا اور ایک خاص شخص کو دنیا میں بھیجا جاتا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی غلطی کچھ آج پیدا نہیں ہوگئی۔ بلکہ یہ غلطی تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے تھوڑی ہی عرصہ بعد پیدا ہوگئی تھی اور خواص اولیاء اللہ صلحا اور اہل اللہ بھی آتے رہے اور لوگ اس غلطی میں گرفتار رہے۔ اگر اس غلطی ہی کا ازالہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس وقت بھی کر دیتا۔ مگر نہیں ہوا۔ اور یہ غلطی چلی آئی اور ہمارا زمانہ آ گیا۔ اس وقت بھی اگر نری اتنی ہی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک سلسلہ پیدا نہ کرتا۔

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ روحانی خزائن: جلد نمبر 20، صفحہ 464)

حوالہ مذکورسے چند امورواضح ہوئے:

(1) حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

(2) کئی خواص، اولیا، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

(3) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

حوالہ نمبر 3: اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔

(حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ 30، روحانی خزائن: جلد 22، صفحہ 32)

اس حوالہ سے درج ذیل امورواضح ہوئے:

(1) نزول عیسیٰؑ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(2) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہے۔(معاذ اللہ)

حوالہ نمبر 4: ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

(ملفوظات احمدیہ: جلد2، صفحہ 72۔ مطبوعہ لندن طبع قدیم، جلد 1، صفحہ 352 مطبوعہ چناب نگر طبع جدید)

وضاحت:

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا کہ:

(1) مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثے و جھگڑے کریں۔

(2) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے

بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کے عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی لہٰذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

ایک اہم نکتہ:

اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے، اسی لیے سب سے پہلے مرزا کی ذات و کردار پر بحث ہوگی جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔ مگر

چیلنج:

چیلنج ہے کہ کوئی مرزائی مربی زہر کا پیالہ تو پی لے گا مگر کردارِ مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے کے کردار پر بحث کے لیے تیار نہیں ہوگا اس لیے ہم اتمام حجت کیلئے اگلا سبق اجرائے نبوت پر شروع کریں گے اور کردار مرزا پر آخر میں بات کریں گے۔

اہم مرحلہ:

تعیینِ موضوع نہایت اہم معاملہ ہوتا ہے۔ مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب عوام کے سامنے گفتگو ہو تو کردارِ مرزا قادیانی کا موضوع طے کیا جائے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ

عوام پنجابی اور اردو دان ہوتی ہے، عربی اور اہل عرب کے الفاظ عرب کے استعمال سے ناواقف ہوتے ہیں جبکہ مقصود عوام کو سمجھانا ہوتا ہے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات و وفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ عربی عبارت پڑھے گا اور معنی اپنا کرے گا، اب عوام کو اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ وہ کیسے اور کہاں دجل کر رہا ہے جبکہ کردارِ مرزا قادیانی اردو زبان میں ہے اور عوام فوراً ان کے فریب سے واقف ہو جاتی ہے، دوسری وجہ جو اوپر ذکر کی گئی (کہ پہلے مدعیت ماموریت کو دیکھا جائے گا)

اس لیے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ان کا ایک موضوع مانو تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ان کے دو موضوع مانو تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو یعنی:

کردار مرزا غلام احمد قادیانی و کردار مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی مناظر کے سامنے چالاکی سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پرخچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع طے نہ ہو، جواب نہ دے بلکہ یہی چالاکی اور یہی حربہ ان سے کرنا چاہیے کہ بات چیت کے دوران ہی مرزا کا کوئی جھوٹ کوئی بدمعاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اور اس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا اگر ایسا نہ ہو تو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزائی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود کردارِ مرزا قادیانی کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاء اللہ آپ کے ہاتھ ہو گا۔

مشق سبق 3

(1) وہ اہم عقائد و مسائل کون کون سے ہیں جو مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان مختلف فیہ ہیں؟

(2) مدعی نبوت کے کردار پر بحث کرنا کیوں اہم اور ضروری ہے؟

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے عقائد کیا ہیں؟

(4) ان سے اپنا موضوع منوانے کا طریقہ کیا ہے؟

(5) حوالہ نمبر 2 میں مرزائیوں نے نئے ایڈیشن میں کیا تبدیلی کی؟